Al-Azhār

Volume 9, Issue 2 (July-December, 2023)

ISSN (Print): 2519-6707

Issue: http://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/issue/view/21
URL https://www.al-azhaar.org/index.php/alazhar/article/view/503
Article DOI: https://doi.org/10.5281/zenodo.12744497

Title The Diat Doctrine of Islam and Wakhshi Baghban's murder case in the former state of Chitral

Author (s): *Dr Saeed Ur Rahman,* ***Abbas Khan,*** *Aminullah*

Received on: 26 June, 2023
Accepted on: 27 November, 2023
Published on: 25 December, 2023

Citation: *Dr Saeed Ur Rahman,* ***Abbas Khan,*** *Aminullah*.",: "The Diat Doctrine of Islam and Wakhshi Baghban's murder case in the former state of Chitral","" Al-Azhār: 9 No.2 (2023):133-143

Publisher: The University of Agriculture Peshawar

Click here for more

اسلام کاضابطہ دیت (خون بہا)اور مقدمہ قتل ہنگام برادرو خشی باغبان درریاست چترال

The Diat Doctrine of Islam and the Murder Case of Wakhshi Baghban's Brother Hangam in the Former State of Chitral

*Dr Saeed Ur Rahman
**Abbas Khan
***Aminullah

Abstract

All the laws of Islam are important. But the rules of Qisas and Diat are also important in the sense that peace and order are possible in the society. The punitive system of Islam is also important because it has neither extremism nor favoritism like other religious systems. Islam protects human life in every possible way, even the murder deprives the murderer of the deceased's Inheritance. So that no one can kill anyone in the lure of property. Thus, this system of Islam is based on high justice. But sometimes because of its ignorance, or because of the unilateral criticisms of some foreigners, the positive aspects and qualities of Islam are often overlooked. After that, man becomes confused about Islam. Therefore, it was necessary that the details of the criminal system of Islam, especially Diat, should be brought to society so that the reality of the objections raised by the opponents of Islam can be made clear. In this article, the entire incident related to Diat, especially the case of Wakhshi Baghban in the former state of Chitral to the final decision, is mentioned in detail and then a jurisprudential analysis is also presented.

Keywords: *Qisas, Diat, sense, peace, favoritism*

……………………………………………

*Lecturer IBMS The University of Agriculture Peshawar, ORCID id: https://orcid.org/0000-0003-3391-7168

**M.Phil. Scholar, Shaikh Zayed Islamic Centre (SZIC), University of Peshawar

*** M.Phil. Scholar, Shaikh Zayed Islamic Centre (SZIC), University of Peshawar

تعارف موضوع:

دین اسلام اللہ پاک کا پسندیدہ اور منتخب کردہ دین ہے۔[1] جو سراسر خیر خواہی کا دین ہے، جس میں جبر نہیں۔[2] دین اسلام کے بغیر کوئی بھی دین قابل قبول نہیں۔[3] اللہ پاک نے دین اسلام کی شکل میں انسانیت کو ایک ایسا مکمل ضابطہ اور قانون و دستور عطا کیا ہے کہ جس میں چھوٹے سے چھوٹے مسئلہ بھی حل موجود ہے، بڑے بڑے معاملات کا بھی۔ انسان کی پیدائش سے لے کر موت تک کوئی مرحلہ ایسا نہیں جہاں انسان کے لیے دین اسلام میں گائڈ لائنس موجود نہ ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ بعض مشرکین کے مزاق اڑانے پر، کہ تمہارا نبی تمہیں پیشاب پاخانے سے متعلق بھی بتاتے ہیں؟ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ نے بلا کسی جھجک کے فخریہ طور پر فرمایا کہ ہاں ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم ہمیں بیت الخلاء کے آداب بھی سکھاتے ہیں۔[4] دین اسلام میں نہ خود ظلم ہے نہ ہی دوسروں کو ظلم کرنے دیتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ دین اسلام میں کسی غیر مسلم کو بھی ناحق قتل کرنا جائز نہیں۔ بلکہ ذمی کے خون کو تو مسلمان کے خون کی طرح قرار دیتا ہے، کہ ناحق قتل کی صورت میں ذمی کے بدلے میں مسلمان قاتل کو بھی قصاصاً قتل کیا جائے گا۔ بلکہ ایک جان کے قتل کو ساری انسانیت کا قتل اور ایک کی زندگی کو ساری انسانیت کی زندگی قرار کیا۔[5] اسی طرح قصاص کو اصل زندگی قرار دیا۔[6]

اسلام کے بے شمار اہم قوانین میں سے ایک اہم قانون دیت یعنی خون بہا کا قانون و ضابطہ بھی ہے۔ جس کا کچھ ڈھانچہ اسلام سے پہلے بھی موجود تھا۔ البتہ وہاں انصاف کے اصولوں کا زیادہ خیال نہیں رکھا جاتا تھا۔ اسلام نے اس کو سراسر انصاف کے ساتھ مزین کر کے پیش کیا اور باقی رکھا۔ یہاں تک کہ اگر غلطی سے بھی کسی جان کو نقصان پہنچے تو بھی اس کے خون کو رائیگان جانے نہیں دیا۔[7] چنانچہ اسلام کے یہ قوانین جہاں بھی لاگو ہوتے رہے وہاں انصاف قائم ہوتا گیا۔ معاشرے میں امن وامان قائم ہوتا رہا۔ لوگوں کے مزاجوں میں تبدیلیاں آئی۔ جس کی ایک مثال ہمیں چترالی معاشرے اور وہاں کے لوگوں کے مزاجوں سے ملتی ہے۔ باوجود یہ کہ روایات کے مطابق پہاڑی علاقے کے لوگ، دیہاتوں میں رہنے والے، جنگلوں میں بسنے والے عموماً سخت مزاج اور سخت دل اور جھگڑالو ہوتے ہیں۔[8] جبکہ یہاں اہل چترال کے مزاج میں نرمی، شرافت، خاموشی، لڑائی جھگڑے سے دوری جیسی بہترین صفات بھری ہوئی ہیں۔ جس کی تقریباً ہر خاص وعام معترف ہے۔ چوری وغیرہ کا تصور نہ ہونے کے برابر ہے۔ ان تمام خوبیوں کی وجوہات اگر ہم تلاش کریں تو بنیادی وجہ ہمیں وہاں کے شرعی نظام ہی کی صورت

میں ملے گی۔ چنانچہ موجودہ فتنہ وفساد کے دور میں اس بات کی شدید ضرورت ہے کہ اسلام کے تعزیراتی نظام کو درست طریقے سے معاشرے کے سامنے پیش کیا جائے۔ چنانچہ اس آرٹیکل میں اسلام کے تعزیراتی نظام کے بعض پہلوؤں جیسے دیت وغیرہ پر اور اسی طرح سابق ریاست چترال میں پیش آمدہ قتلِ ہنگام برادرِ وخشی باغبان کیس کا تفصیل کے ساتھ جائزہ پیش کیا گیا ہے۔

تعریف:

لغت میں؛ دیت حق القتیل یعنی مقتول کے مالی معاوضہ کو کہا جاتا ہے۔[9] جس کو اردو میں خون بہا بھی کہتے ہیں۔ بنیادی طور پر یہ وَدَی یَدِی ودیاً سے مشتق ہے۔ واو کو حذف کر کے اخیر میں گول تا لگانے سے " دية" بن گیا۔ دیۃ واحد ہے اس کی جمع دیات آتی ہے۔[10] اسی طرح "**وِدْيَة**" بھی اس کا مصدر آتا ہے۔ واو کو حذف کیا گیا تو "**دِيَة**" بن گیا۔[11]

اصطلاح؛ فقہاء کے مطابق: دیت سے مراد وہ مال ہے جو ہلاک شدہ غیر مال یعنی نفس کے مقابلہ میں ادا کیا جائے۔[12] کہا جاتا ہے کہ عرب پہلے زمانے میں عام طور پر بدل نفس میں اونٹ ادا کرتے تھے۔ رات کے وقت لے جا کر مقتول کے ورثاء کی صحن میں باندھتے تھے، جب صبح ہوتی تو دیکھتے کہ اونٹ صحن میں "معقول" یعنی باندھے ہوئے ہیں۔ اس سے اس کا نام عقل بن گیا۔ چنانچہ فقہاء کے نزدیک دیت بدل نفس کے ساتھ خاص ہے۔[13]

الحاصل؛ دیت اس مال کو کہتے ہیں جو جان کو ختم کرنے یا کسی شخص کے جسمانی اعضاء کو مجروح کرنے کے بدلہ میں دیا جاتا ہے۔

مشروعیت دیت:

ارشاد باری تعالیٰ ہے: "وَمَنْ قَتَلَ مُؤْمِناً خَطَأً فَتَحْرِيرُ رَقَبَةٍ مُؤْمِنَةٍ وَدِيَةٌ مُسَلَّمَةٌ إِلى أَهْلِهِ"۔[14]

اور جس نے کسی مسلمان کو نادانستہ قتل کر دیا تو اس پر ایک مسلمان غلام (یا باندی) کا آزاد کرنا اور مقتول کے عزیزوں کو دیت یعنی خون بہا پہنچانا ہے۔

اسی طرح حدیث پاک میں آتا ہے۔

مَنْ قُتِلَ لَهُ قَتِيلٌ فَهُوَ بِخَيْرِ النَّظَرَيْنِ: إِمَّا يُودَى وَإِمَّا يُقَادُ۔[15]

یعنی جس کا کوئی شخص قتل کر دیا گیا۔ تو اسے دو صورتوں میں سے کوئی صورت اختیار کرنے کا حق ہے۔ یا وہ دیت

قبول کرے یا قاتل سے انتقام (قصاص) لے۔

اسی طرح حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہ قرآن کریم کی آیت "{كُتِبَ عَلَيْكُمُ الْقِصَاصُ فِي الْقَتْلَى الخ}[16] کی تفسیر بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ عفو یہ ہے کہ قتل عمد میں بھی خون بہا قبول کر لیا جائے۔ «فَالعَفْوُ أَنْ يَقْبَلَ الدِّيَةَ فِي العَمْدِ.[17]

اقسام اور صورتیں:

دیت کی مختلف اقسام اور صورتیں ہیں۔ الدِّيَةُ تَتَنَوَّعُ أَنْوَاعًا۔[18] مثلاً ایک دیت وہ ہے جو کسی کو جان سے مار ڈالنے کے بدلہ میں دی جاتی ہے۔ اور ایک دیت وہ ہے جو اعضاء کے نقصان کے بدلے میں دی جاتی ہے۔[19] اسی طرح نوعیت کے اعتبار سے بھی اس کی دو قسمیں ہیں۔ ایک کو دیت مغلظہ کہتے ہیں دوسری کو غیر مغلظہ یعنی مخففہ۔ البتہ دیت مغلظہ صرف اونٹوں میں ہے۔[20] عمد اور شبہ عمد میں دیت مغلظہ ہے۔ باقی میں مخففہ۔

دیت دراصل قصاص کا بدل ہے۔ جو قتل کے پانچ اقسام یعنی قتل عمد، قتل شبہ عمد، قتل خطا، قتل جاری مجرائے خطاء اور وہ قتل جو ان چاروں قسموں میں سے نہ ہو یعنی قتل بالسبب۔ تو ان پانچ اقسام میں سے قتل عمد میں کسی شرعی سبب کی وجہ سے قصاص لینا ممکن نہ ہو۔ اور ورثاء مقتول دیت کا مطالبہ کریں تو پھر دیت لازم ہوتی ہے۔ لما وجد قتل النفس المعصومة وامتناع وجوب القصاص، وجبت الدية حتى لا يهدر دم المقتول۔[21] جبکہ باقی چاروں اقسام میں دیت ہے۔ جیسے شبہ عمد میں دیت ہے۔ قتلِ خطا میں دیت ہے۔[22] جاری مجرائے خطا میں دیت ہے، اسی طرح قتل بالسبب میں بھی دیت واجب ہے۔ الا یہ کہ مقتول کے ورثاء معاف کریں تو پھر دیت ساقط ہو گی۔

دیت کی ادائیگی:

قتلِ عمد میں دیت قاتل کے مال میں جبکہ باقی چاروں اقسام میں عاقلہ کے مال میں واجب ہے۔[23]

کیفیت دیت:

امام ابو حنیفہؒ اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دیت مغلظہ یہ ہے کہ سو اونٹوں کو چار حصوں میں تقسیم کیا جائے گا۔ پچیس بنت مخاض، پچیس بنت لبون، پچیس حقہ اور پچیس جذعہ۔ جبکہ امام شافعیؒ اور امام محمدؒ کے نزیک تین حصوں میں تقسیم ہونگے۔ تیس حقہ، تیس جذعہ اور چالیس ثنیہ۔ دیت مخففہ یہ ہے کہ اونٹوں کے بجائے اگر سونے یا چاندی سے دیت دی جائے۔ تو ایک ہزار دینار،

یا پھر دس ہزار درہم۔ جبکہ امام مالکؒ کے نزدیک بارہ ہزار درہم۔[24] اور اگر اونٹوں میں سے دی جائے تو پانچ قسم کے اونٹ ہونگے۔ بیس ابن مخاض، بیس بنت مخاض، بیس بنت لبون اور بیس جذعہ۔ احنافؒ کے نزدیک ایک ہزار دینار اور دس ہزار دراہم بھی دیت میں اونٹوں کی طرح اصل ہیں۔ جبکہ امام شافعیؒ کے نزدیک دراہم ودنانیر اونٹوں کی قیمت کے اعتبار سے ہیں۔ اسی طرح قتلِ خطا میں سو اونٹ اخماساً یعنی بیس بیس کے حساب سے یعنی ہر بیس اونٹ علیحدہ سال کے اعتبار سے۔[25]

الحاصل: دیت مندرجہ ذیل قسم کے مال سے ادا کی جائے گی۔

1. اونٹ ایک سو
2. دینار ایک ہزار
3. دراہم دس ہزار جبکہ امام مالکؒ کے نزدیک بارہ ہزار دراہم۔
4. گائے دو سو (صاحبینؒ کے نزدیک)
5. بکریاں ایک ہزار (صاحبینؒ کے نزدیک)
6. کپڑے دو سو جوڑے (صاحبینؒ کے نزدیک)

دیت مقتول کے ورثاء کا حق ہے؛

جمہور فقہاء کرام کے نزدیک جس طرح قصاص مقتول کے تمام ورثاء کا حق ہے، اسی طرح دیت بھی ورثاء مقتول کا حق ہے۔ چنانچہ دیت بھی میت کے دوسرے اموال کی طرح میراث کے شرعی اصولوں کے مطابق تقسیم ہوگی، میت کے ورثاء مرد ہوں یا عورتیں، اپنا اپنا حصہ لیں گے۔، سوائے قاتل کے۔[26] استدلال کرتے ہیں سورۃ نساء کی آیت:92 سے۔ اور عمرو ابن شعیب والی روایت سے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا؛ عقل یعنی دیت بھی مقتول کی میراث ہے دوسرے ترکہ کی طرح۔[27] لہذا اگر وہ اپنا حق چھوڑنا چاہے یعنی معاف کریں تو کر سکتے ہیں۔ اور ان کی اجازت کے بغیر کسی کا اس مال دیت پر قبضہ کرنا جائز نہیں۔

تفصیل واقعہ:

عدالتی ریکارڈ کے مطابق مثل نمبر 33 ہے؛ واقعہ کچھ اس طرح پیش آیا تھا کہ ریاست چترال کے علاقہ موری میں شغنئیے قبیلہ سے تعلق رکھنے والا پردل خان نامی شخص نے اپنی بیوی سے بدگمان ہو کر وخشی (جو کہ سرکاری باغبان

تھا) کے بھائی ہنگام نامی شخص کو قتل کر دیا۔ جس کا مقدمہ مقتول کے بھائی وخشی باغبان کی طرف سے 15 جولائی 1915ء کو درج ہوا۔ مقتول کے بھائی وخشی نے پردل خان اور مستر علی خان پر قتل کا الزام لگایا۔ تو مستر علی خان نے قسم کھا کر قتل کا انکار کیا۔ جبکہ پردل خان نے قتل کا اقرار کیا، (یعنی میں نے بدکاری کی بنیاد پر اس کو قتل کیا ہے)، لیکن اس بدکاری پر کوئی گواہ پیش نہ کر سکا۔ مہتر چترال نے علماء کمیٹی سے ملکی دستور اور شریعت کے مطابق فیصلہ طلب کیا۔ تو انہوں نے فیصلہ دیا کہ چونکہ بیچ میں مقتول کی کچھ شرارت بھی ہے۔ (جیسا کہ بعض دستاویزات سے ظاہر ہے)۔ لہذا قصاص ساقط ہوگا۔ البتہ قاتل یعنی پردل خان (جو کہ قتل کا اعتراف کیا) پر مقتول کی دیت لازم ہے۔

پھر پردل خان کی طرف سے دوبارہ درخواست دینے پر مہتر چترال نے مذکورہ فیصلہ پر نظر ثانی کر کے اس فیصلہ کو منظور کیا۔

جس پر پردل خان نے تیسری بار درخواست دی کہ میں حق پر ہوں پھر بھی کئی مہینوں سے قید میں ہوں۔ تو مہتر چترال چھ رکنی کمیٹی تشکیل دی۔ تین علماء میں سے، تین ممبران کونسل میں سے۔ انہوں نے بھی دیت کا فیصلہ دیا، البتہ بعض نے کہا کہ قسط وار لیا جائے، بعض نے کہا کہ یک مشت۔

پہلی کمیٹی میں شامل افراد: اقرار الدین اخونزادہ، ملا نعت اللہ جان، غیاث الدین، بحر الدین، محمد زلفی جان، ملا رحمت، مولوی فضل کریم۔

دوسری کمیٹی میں شامل افراد: بروز کے قاضی صاحب، ملا رحمت صاح، مولی فضل کریم صاحب، اتالیق، عنایت خان لال، خوش لال حاکم تور کہو۔

آخر کار علماء کے فیصلہ کے مطابق دیت لازم کی گئی۔ البتہ یہ کہا گیا کہ ملکی دستور کے مطابق دیت کا دو تہائی حصہ مہتری، اور ایک تہائی حصہ مقتول کے ورثاء کو دیا جائے۔ چنانچہ قاتل کی جائداد بطور دیت مقتول کے ورثاء کو دے دی گئی۔ لیکن قاتل کے قبیلے کی طرف سے وخشی کو مذکوہ جائداد میں تصرف کرنے سے ممانعت پر مدعی وخشی نے چوتھی بار عدالت سے استدعاء کی، جس پر مہتر چترال نے قاتل وغیرہ کو کونسل میں بلا کر تنبیہہ کرنے اور مذکورہ جائداد کے معاملہ میں کسی قسم مداخلت نہ کرنے کا حکم صادر فرمایا۔ چنانچہ 28 نومبر 1917ء کو اس فیصلہ کے ساتھ مذکورہ مقدمہ اپنے اختتام کو پہنچا۔

حاصل بحث:

مقدمہ ہذا کو ضابطہ دیت کے تحت نمٹایا گیا۔ علماء نے شبہ کی وجہ سے قصاص کو ساقط کر کے قاتل پر دیت کو لازم قرار دیا۔ تو مہتر چترال نے مذکورہ فیصلہ کو منظور تو کیا، البتہ دیت کا دو تہائی حصہ مہتری یعنی سرکاری خزانہ میں جمع کرنے اور ایک تہائی مقتول کے ورثاء کو دینے کا حکم دیا۔

چنانچہ فیصلہ کا پہلا حصہ یعنی علماء کا فیصلہ کہ شبہ کی وجہ سے قصاص کو ساقط کر کے دیت کو لازم کرنا شرعاً درست فیصلہ ہے۔ کیونکہ شبہات کی وجہ سے حدود و قصاص ساقط ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ مبسوط میں ہے۔ کہ قصاص بھی شبہ کی وجہ سے ساقط ہو جاتا ہے۔[28] اسی طرح امام خطابی حدیث اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کی تشریح میں فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شبہ کی بناء پر اسامہ رضی اللہ پر کوئی قصاص و دیت لازم نہیں کیا۔[29] لیکن فیصلہ کو دوسرا حصہ یعنی مہتر کی طرف سے دیت کا دو تہائی حصہ مہتری قرار دینا شرعاً درست نہیں۔ کیونکہ دیت مقتول کے ورثاء کا حق ہے۔[30] البتہ اگر بطور تعزیر کچھ اضافی جرمانہ وغیرہ مقرر کرتا تو کسی قدر گنجائش بھی ہوتی۔ کیونکہ احنافؒ اور مالکیہؒ کے نزدیک مقتول کے ورثاء کی طرف سے معافی کے بعد بھی حاکم وقت کو تعزیر کا حق حاصل ہے[31]۔

خلاصہ یہ کہ مذکورہ فیصلہ من وجہ درست اور من وجہ محل نظر ہے۔ یعنی علماء کی طرف سے دیت کا فیصلہ تو درست ہے۔ لیکن مہتر کا دیت مقتول پر قبضہ کرنا درست نہیں۔

حوالہ جات

---

1 المائدۃ،5: 3
Al-Maidah: 5:3

2 البقرۃ: 2: 256
Al-Baqarah: 2: 256

3 آل عمران: 3: 85
Al-Imran: 3: 85

4 ابن ماجہ، محمد بن یزید ،(م:273ھ)، **سنن ابن ماجہ**، (دار احیاء الکتب العربیۃ)، باب الاستنجاء بالحجارۃ، ج1 ص115، حدیث:316

Ibn Majah, Muhammad bin Yazeed, (273 AH), Sunan Ibn Majah, (Dar Ihya Al-Kutub al-Arabia), Chapter Al-Istinjaa bil Hijarah, Vol. 1 p. 115, Hadith: 316

5**المائدۃ**،5: 32

Al-Maidah: 5:32

6 **المائدۃ**، 5: 179

Al-Maidah: 5:179

7 **النساء**،4: 92

Al-Nisa, 4: 92

8 القرطبیؒ، محمد بن احمد، (م:671ھ)، **الجامع لاحکام القرآن (تفسیر القرطبی)**، طبع دوم، (قاہرہ: دارالکتب المصریہ، 1384ھ۔ 1964م)، بذیل التوبۃ:97؛ النسفی، عبداللہ بن احمد، (م:710ھ)، **مدارک التنزیل وحقائق التاویل (تفسیر النسفی)**، طبع اول، (بیروت: دار الکلم الطیب، 1419ھ۔1998م)، بذیل التوبۃ:97؛ احمد بن حنبل (م:241ھ)، **مسند الامام احمد بن حنبل**، طبع اول، (مؤسسۃ الرسالہ: 1421ھ بمطابق 2001ء)، حدیث:3362 ؛ السجستانی، ابوداؤد، سلیمان بن الاشعث، (م:275)، **سنن ابی داؤد**، (بیروت: المکتبۃ العصریۃ)، باب فی اتباع الصید، حدیث:2859؛ Saeed Ur Rahman, Introduction to the former state of Chitral, ***Journal of Development and Social Sciences***, Vol 3, No. 2, (2022), p.313-319

Al-Qurtubi, Muhammad bin Ahmad, (671 AH), Al-Jami Li ahkam Al-Qur'an (Tafseer Al-Qurtubi), 2nd Edition, (Qahirah: Dar al-Kutub al-Misriya, 1384 AH. 1964 AD), al-Tawbah: 97 ; Al-Nasafi, Abdullah bin Ahmad, (710 AH), Madarik al-Tanzil wa Haqaiq al-Taweel (Tafseer al-Nasafi), 1st edition, (Beirut: Dar al-Kalim al-Tayyib, 1419 AH - 1998 AD), al-Tawbah: 97 ; Ahmad bin Hanbal (241 AH), Musnad al-Imam Ahmad bin Hanbal, 1st edition, (Muassisa al-Risalah: 1421 AH- 2001 AD), Hadith: 3362 ; Al-Sajistani, Abu Dawood, Sulaiman ibn al-Asha'th, (275), Sunan Abi Dawood, (Beirut: Al-Muktab al-Asriyyah), hadith: 2859.

9 الجرجانی، علی بن محمد، (م۔816ھ)، **کتاب التعریفات**، طبع اول، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1403ھ۔1983م)، باب الدال، ج1 ص106

Al-Jurjani, Ali bin Muhammad, (816 AH), Kitab al-Tarifat, 1st edition, (Beirut: Dar al-Kutub al-ilmiyyah, 1403 AH. 1983 AD), Bab al-Dal, vol. 1 p. 106

10 الرازی، محمد بن ابی بکر الحنفی (م:66ھ)، **مختار الصحاح**، طبع پنجم، (بیروت: المکتبۃ العصریۃ، 1420ھ-199م)، مادۃ: ودی، ج1 ص335

Al-Razi, Muhammad bin Abi Bakr al-Hanafi (66 AH), Mukhtar al-Sihah, 5th Edition, (Beirut: Al-Maktab Al-Asriyyah, 1420 AH-199 AD), Volume 1, p. 335

11 ابن منظور افریقی، **لسان العرب**، فصل الواو، ج15 ص383؛ الحموی، احمد بن محمد، (م۔770ھ)، **المصباح المنیر فی غریب الشرح الکبیر**، سطن، (بیروت: المکتبۃ العلمیۃ)، مادۃ: ودی، ج2 ص654

Ibn Manzoor Afriqui, Lisaan Al-Arab, Chapter Al-Waw, Vol. 15, p. 383 ; Al-Hamawi, Ahmad bin Muhammad, (770 AH), Al-Misbah al-Munir fi Ghareeb al-Sharh al-Kabeer, (Beirut: Al-Maktab al-Ilmiyyah), Volume 2, p. 654.

12 السرخسی، محمد بن احمد شمس الائمہ، (م:483ھ)، **المبسوط**، (بیروت: دار المعرفۃ، 1414ھ-1993م)، ج26 ص59

Al-Sarakhsi, Muhammad bin Ahmad Shams al-Aima, (483 AH), Al-Mabsoot, (Beirut: Dar al-Marifah, 1414 AH-1993 AD), vol.26 p.59

13 الموصلی، عبداللہ بن محمود، (م:683ھ)، **الاختیار لتعلیل المختار**، (القاہرۃ: مطبعۃ الحلبی، 1356-1937م)، ج5 ص35

Al-Mowsli, Abdullah bin Mahmood, (683 AH), Al-Akhtiar LiTalil al-Mukhtar, (Al-qahirah: Mataba al-Halabi, 1356-1937 AD), vol.5 p.35

14 **النساء**، 4: 92

Al-Nisa: 4: 92

15 البخاری، محمد بن اسماعیل، **الجامع الصحیح**، طبع اول، (دار طوق النجاۃ، 1422ھ)، باب من قتل لہ قتیل، حدیث: 6880، ج9 ص5

Al-Bukhari, Muhammad bin Ismail, Al-Jami'a al-Sahih, 1st edition, (Dar Tawq al-Najat, 1422 AH), chapter on the killing of a murderer, Hadith: 6880, vol. 9 p. 5

16 **البقرۃ**: 2: 178

Al-Baqarah: 2: 178

17 البخاری، **الجامع الصحیح**، حدیث: 4498، ج6 ص23؛ ابن کثیر، اسماعیل بن عمر، (م:774ھ)، **تفسیر القرآن العظیم (تفسیر ابن کثیر)**، طبع اول، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1419ھ)، ج1 ص358؛ فیروز آبادی، ابو طاہر محمد بن یعقوب، (817ھ)، **تنویر المقباس من تفسیر ابن عباس**، (لبنان: دار الکتب العلمیۃ)، ج1 ص24

Al-Bukhari, Al-Jama'i al-Sahih, Hadith: 4498, Vol. 6, p. 23 ; Ibn Kathir, Ismail ibn Umar, (774 AH), Tafsir al-Qur'an al-Azeem (Tafseer Ibn Kathir), 1st edition, (Beirut: Dar al-Kutub al-ilmiyyah, 1419 AH), Vol 1, p. 358 ; Firozabadi, Abu Tahir Muhammad bin Yaqoob, (817 AH), Tanweer al-Miqbas min Tafsir Ibn Abbas, (Lebnan: Dar al-Kutub al-Ilmiyah), vol. 1 p. 24

18 السرخسی، **المبسوط**، ج26 ص59؛ ابن رشد، محمد بن احمد الحفید، (م۔595ھ)، **بدایۃ المجتہد ونہایۃ المقتصد**، (قاہرہ: دار الحدیث، 1425ھ۔2004م)، ج4 ص192

Al-Sarakhsi, Al-Mabsoot, Vol. 26, p. 59 ; Ibn Rushd, Muhammad bin Ahmad al-Hafid, (595 AH), Badaya Al-Mujtahid and Nahaya al-Muqtasid, (Qahira: Dar al-Hadith, 1425 AH. 2004 AD), Vol 4, p. 192

19 التویجری، محمد بن ابراہیم، **موسوعۃ الفقہ الاسلامی**، طبع اول، (بیت الافکار الدولیۃ، 1430ھ۔2009م)، ج5 ص73

Al-Tuwijari, Muhammad bin Ibrahim, Mausooa al-Fiqh al-Islami, 1st edition, (Bayt al-Afkar al-Dawliyyah, 1430 A.H. 2009 AD), vol. 5 p. 73

20 الموصلی، **الاختیار**، ج5 ص35، 36

Al-Mowsli, Al-Ikhtiyar, Vol 5, pp. 35, 36

21 العینی، محمود بن احمد بدر الدین، (م: 855ھ)، **البنایۃ شرح الہدایۃ**، طبع اول، (بیروت: دار الکتب العلمیۃ، 1420ھ-2000م)، ج13 ص96

Al-Aini, Mahmood bin Ahmad Badr al-Din, (855 AH), Al-Binayyah Sharh al-Hidaiya, 1st edition, (Beirut: Dar al-Kutb al-ilamiyyah, 1420 AH-2000 AD), vol. 13, p. 96

22 **النساء**، 4: 92

Al-Nisa: 4: 92

23 البخاری، **الجامع الصحیح**، باب دیۃ الجنین، حدیث: 6910، ج9 ص11؛ السرخسی، **المبسوط**، ج26 ص65۔68

Al-Nisa: 4: 92

24 ابن رشد، **بدایۃ المجتہد**، ج4 ص194

Ibn Rushd, Bidaya al-Mujtahid, Vol. 4, p. 194

25 ملاخسرو، محمد بن فراموز، (م: 885ھ)، **درر الحکام شرح غرر الاحکام**، سطن، (دار احیاء الکتب العربیۃ)، ج2 ص103؛ السرخسی، **المبسوط**، ج26 ص75، 76؛ الکاسانی، مسعود ابو بکر (م۔ 587ھ)، **بدائع الصنائع فی ترتیب الشرائع**، طبع دوم، (بیروت: دار الکتب العلمیہ، 1986ء)، ج7 ص256

Mullah Khisraw, Muhammad bin Faramooz, (885 AH), Durar al-Hukkam Sharh Ghurar al-Ahkam, (Dar Ihya al-Kutub al-Arabiyyah), Vol. 2, p. 103 ; Al-Sarakhsi, Al-Mabsoot, Vol. 26, pp. 75, 76 ; Al-Kasani, Masood Abu Bakr (587 AH), Badi' al-Sana'i Fi Tarteeb Al-shara'i, 2nd Edition, (Beirut: Dar Al-Kutub Al-ilamiya, 1986), Vol 7, p. 256

26 المرغینانی، علی بن ابی بکر، برہان الدین، (م: 593ھ)، **الہدایۃ فی شرح بدایۃ المبتدی**، (بیروت: دار احیاء التراث العربی)، ج4 ص451؛ وزارۃ الاوقاف، **الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیۃ**، (کویت: دار السلاسل)، ج21 ص93

Al-Marghinani, Ali bin Abi Bakr, Burhan Uddin, (593 AH), Al-Hidaya fi Sharh Bidaya al-Mubatdi, (Beirut: Dar Ihya al-Turath al-Arabi), Vol. 4, p. 451 ; Ministry of Awqaf, Al-Maosoo'a al-Fiqhiyyah al-Kuwaitiyyah, (Kuwait: Dar al-Salasil), vol. 21, p. 93.

27 ابو داؤد ، سلیمان بن الاشعث السجستانی(م: 275ھ)، **سنن ابی داؤد**، (بیروت: المکتبۃ العصریۃ)، ج4 ص189، حدیث:4564؛ احمد بن حنبل،(م:241ھ)،**المسند**، طبع اول،(مؤسسۃ الرسالۃ، 1421ھ-2001م)،ج11 ص662، حدیث:7091

Abu Dawood, Sulaiman Ibn Al-Asha'ath Al-Sajistani (275 AH), Sunan Abi Dawood, (Beirut: Al-Maktaba Al-Asriyyah), Vol 4, p. 189, Hadith: 4564 ; Ahmad bin Hanbal, (241 AH), Al-Musnad, 1st edition, (Muassisa al-Risala, 1421 AH-2001 AD), Vol 11, p. 662, Hadith: 7091

28 السرخسی، **المبسوط**، ج26 ص59۔65

Al-Sarakhsi, Al-Mabsoot, Vol. 26, p. 59-65

29 العینی، محمود بن احمد بدر الدین،(م:855ھ)، **عمدۃ القاری شرح صحیح البخاری**،(بیروت: دار احیاء التراث العربی)، باب بعث النبی اسامۃ بن زید الی الحرقات، ج17 ص272، حدیث:4269

Al-Aini, Mahmood bin Ahmad Badr al-Din, (855), Umda al-Qari Sharh Sahih al-Bukhari, (Beirut: Dar Ihya al-Turath al-Arabi), Chapter Baath al-Nabi Usama bin Zayd Ila al-Harqat, Vol. 17 p. 272, Hadith: 4269

30 **النساء**، 4 :92؛ وزارۃ الاوقاف، **الموسوعۃ الفقہیہ الکویتیۃ**،(کویت: دار السلاسل)، ج21 ص93؛ المرغینانی، **الہدایۃ**، ج4 ص451

Al-Nisa, 4:92 ; Ministry of Awqaf, Al-Mosuoo'a al-Fiqhiyyah al-Kuwaitiyyah, (Kuwait: Dar al-Salasil), Vol. 21, p. 93 ; Al-Marghenani, Al-Hidaya, Vol. 4, p. 451

31 الزحیلی، **الفقہ الاسلامی وادلتہ**، ج6 ص291

Al-Zuhaili, al-Fiqh al-Islami wa Adillah, vol. 6, p. 291